حدیث مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوهُ وَ مَن سَبَّ اَصْحَابِي فَاضْرِبُوهُ حصّہ اوّل

تحریر ڈاکٹر فیض احمد چشتی

محترم قارئین کرام :

گستاخِ رسول کی سزا قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ علیہم الرحمہ کے مطابق کیا ہے آیئے اس بارے پڑھتے ہیں ۔ فقیر چشتی کے مخاطب وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ابھی عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی چنگاری زندہ ہے ؟ جن کے جذبے ابھی سرد نہیں پڑے ۔ جو لوگ اب بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو سینے میں سجائے ہوئے ہیں ۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کے زمانہ میں ہر کس و ناکس دین کے معاملہ میں رائے زنی کرنے لگتا ہے اور منتشر اور بکھری معلومات کو سمیٹنے کے بجائے چند جزیئے دیکھ کر دین کے حساس معاملات میں اپنی رائے ایسے پیش کرتا ہے گویا کہ اس سے بہتر دین کا جاننے والا کوئی دوسرا شخص موجود ہی نہیں ۔ در اصل مسئلہ کچھ یوں ہے کہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے قتل کا معاملہ کا ثبوت صرف اس حدیث پر منحصر ہی نہیں جسے ضعیف قرار دے کر خوشی کے شادیانے بجائے جائیں ، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے گستاخ کو قتل کرنے کے واضح احکامات جاری وساری فرمائے جس کا ثبوت صحیح احادیث میں بکثرت ملتا ہے ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ معجم الصغیر للطبرانی میں یہ حدیث یوں ذکر کی ہے کہ : حدثنا عبيد الله بن محمد العمري القاضي بمدينة طبرية سنة سبع وسبعين ومائتين حدثنا اسماعيل بن أبي أويس ، حدثنا موسى بن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده علي بن الحسين، عن الحسين بن علي، عن علي رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : من سب الأنبياء قُتل ، ومن سب الأصحاب جُلد ۔

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا جس نے کسی نبی کو گالی دی اسے قتل کر دو ۔) معجم الصغیر للطبرانی جلد 1 صفحہ نمبر393 ،چشتی)(معجم الصغیر للطبرانی ج 1 ص 136 رقم الحدیث 659 یا 660)(المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث 4602)(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ مترجم ج 2 ص 202 شبیر برادرز)(الشفاء باحوال المصطفیٰ عربی ج 2 ص 136)(فوائد تمام الرازی رقم الحدیث 740)(الاربعین المرتبۃ علی طبقات الاربعین لا بن المفضل المقدسی ج 1ص 460)(تاریخ دمشق لابن عساکر ج 38 ص 103رقم الحدیث 38854)(تاریخ بغداد للخطیب ج 18 ص 90)(مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج 6 ص 260)(جامع الاحادیث ج 20 ص368 ،چشتی)(الفردوس بماثور الخطاب باب میم ج 3 ص 541)(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج 7 ص 334)(سبل الھدی والارشاد فی سیرۃُ خیر العباد ج 12 ص 30)(احکام اھل لزمۃ ج 3 ص 1455)(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج 1 ص 93 ، 287 ، 295)(فتاویٰ السبکی امام تقی الدین سبکی ج 2 ص 582)(السابق والا حق الخطیب البغدادی ج 1 ص 85)(نھایۃ المطلب فی درایۃ المذھب ج 18 ص 47)(الوسیط فی المذھب ج 7 ص 87)(الفتاوی الکبریٰ لا بن تیمیۃ ج 5 ص 256)

جب امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو بیان فرما کر عام کیا تو فقیر چشتی نے کچھ لوگوں بشمول بعض اہلِ علم اور خاص کر قادیانیوں کے اس حدیث پر شکوک و شبہات دیکھے تھے کچھ نے کہا کہ یہ حدیث سرے سے حدیث کی کتابوں میں سند کے ساتھ درج ہی نہیں اس لیے فقیر نے چند سال قبل اس پر لکھا تھا اور اس حدیث کی تخریج کی کوشش کی تھی فقیر چشتی کو کافی کتابوں میں ان ہی الفاظ کے ساتھ اور فقتلو کی جگہ قتل کے الفاظ کے ساتھ بھی بہت جگہ ملی ان میں سے فقیر نے بعض کتابوں کا انتخاب کیا تھا جو سب کی نظر میں معتبر ہیں ۔ اب مزید تحقیق کے ساتھ پیشِ خدمت ہے :

اور اسی طرح اس حدیث کو الفاظِ مختلفہ کے ساتھ امام اجل قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف" الشفاء بتعریف حقوق المصطفی "کے اندر اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ :
قال حدثنا الشيخ أبو عبد الله أحمد بن غلبون، عن الشيخ أبي ذر الهروي إجازة، قال : حدثنا أبو الحسن الدارقطني ، وأبو عمر بن حيوة، حدثنا محمد بن نوح ، حدثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالہ، حدثنا عبد الله بن موسى بن جعفر ، عن علي بن موسى، عن أبيه، عن جده، عن محمد بن علي بن الحسين، عن أبيه، عن الحسين بن علي، عن أبيه أن رسول الله قال : من سب نبيا فاقتلوه، ومن سب أصحابي فاضربوه ۔
)الشفاء بتعریف حقوق المصطفی القسم الرابع، باب الاول، الفصل الثانی صفحہ(171

اسی طرح اس حدیث کو علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی طبرانی کے حوالے سے فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں نقل کیا ہے اور آپ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے ۔) فیض القدیر جلد 6 صفحہ 190 حدیث نمبر(8735

اور اسی طرح علامہ ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب" الصارم المسلول علی شاتم الرسول "میں نقل کیا ہے ۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی عبید اللہ بن محمد عمری پر محدثین نے کلام کیا ہے ۔

ابن حجر لسان المیزان میں اس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ : عبیداللہ بن محمد بن عمر بن عبدالعزیز العمری ۔

من شیوخ الطبرانی

رماہ النسائی بالکذب

یروی عن طبقہ اسمعیل بن اویس

ومن مناکیرہ عن اسماعیل بن ابی اویس عن مالک عن الزہری عن حمید بن عبد الرحمن عن ابوھریرہ مرفوعا من قام رمضان احتسابا و ایمان غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر ۔

تفرد العمری بقولہ ۔) وما تأخر(

اخرجہ الدار قطنی فی الغرائب عن علی بن محمد المصری عن عبیداللہ

وقال الدار قطنی لیس بصحیح تفرد بہ العمری و کان ضعیفا

وایضا من مناکیرہ ما تقدم من روایۃ الطبرانی

قلت) ابن حجر : (کلھم ثقات الا العمری ۔) لسان المیزان جلد 5 صفحہ(341

اور علامہ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ضعیف جانا جبکہ ابن حجر بھی اسے منکر کہ چکے ہیں ۔

اسی طرح اس حدیث کی دوسری سند جسے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں ذکر کیا ہے جس میں موجود ابو ذر الھروی پر بھی محدثین نے کلام کیا ہے ۔ اور ابن تیمیہ نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا کہ یہ ضعیف ہیں ۔ ان کے بارے میں امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ : ابو ذر الھروی الحافظ الامام المجود العلامہ شیخ الحرم ابو ذر عبد بن احمد بن محمد بن عبداللہ المالکی الھروی الخراسانی صاحب التصانیف وراوی الصحیح عن الثلاثۃ المستملی، والحموی والکشمیھنی ۔

اور ان کے بارے میں ابو خاتم الرازی نے کہا کہ : وکان ثقۃ ضابطا دینا ۔

اور پھر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ : قلت) ذہبی : (وھّاہ الدار قطنی وقوّاہ ابو خاتم الرازی ۔

ان کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف مجھ پر یہی ظاہر ہوا کہ یہ ثقاہت کی طرف مائل ہیں اس لیے کہ انہوں نے اختتام پہ وھاہ کو پہلے اور قواہ کو بعد میں ذکر کیا ہے اور آثار س احوال میں بھی کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جو انکے ضعف پر دلالت کرے البتہ ان پہ دار قطنی نے جو جرح کی میں اس پہ مطلع نہیں ہو سکا۔

اب اس حدیث کی پہلی سند کا راوی متہم بالکذب ہے اس لیے دوسری سند سے پہلی سند تقویت نہیں پائے گی لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔ یہ حدیث سنداً اگرچہ ضعیف ہے مگر اس حدیث کا مفہوم قرآن و حدیث کے دیگر درجنوں دلائل سے ثابت ہے کہ گستاخ کی سزا موت ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور اس حدیث کو کئی مصنفین نے بطور شماریات اپنی اپنی کتب میں ذکر کیا ہے لہٰذا اس حدیث کو باب فضائل میں ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ الْقَاضِي بِمَدِينَةِ طَبَرِيَّةَ سَنَةَ سَبْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَتَيْنِ, حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ ,حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ, عَنْ أَبِيهِ, عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ, عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ, عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَبَّ الْأَنْبِيَاءَ قُتِلَ، وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي جُلِدَ۔

مفہوم: جس نے انبیاء کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس کو کوڑے مارے جائیں۔) الطبراني, المعجم الصغير)(393/1, المقدسي، علي بن المفضل، الأربعون على الطبقات ۴٦٠)(معجم اوسط میں اس کے الفاظ کچھ مختلف ہیں(

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ الْقَاضِي قَالَ :نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ :حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ شَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ قُتِلَ، وَمَنْ شَتَمَ أَصْحَابِي جُلِدَ ۔

ترجمہ : جس نے انبیاء کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے اور جس نے میرے صحابہ کو گالی اس کو کوڑے مارے جائیں ۔) الطبراني، المعجم الأوسط، ۵/۳۵(

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 911 ھ (اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں : الطبراني في الأوسط بسند ضعيف ۔

ترجمہ : یہ روایت معجم اوسط للطبراني میں ضعیف سند سے مروی ہے ۔) السيوطي, مناهل الصفا(241 ,

امام یحیی عامری رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 893 ھ (اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں : وهذا الحديث وان كان في اسناده ضعف فقد اعتضد بالاجماع ۔

ترجمہ : اس روایت کی سند میں اگر چہ ضعف ہے لیکن اجماع کی وجہ قوی ہوگئی ہے ۔) بهجة المحافل وبغية الأماثل، ۲/۱۹۵(

امام زین الدین مناوی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 1031 ھ (نے بھی روایت کو صرف ضعیف قرار دیا :)طب عَن عَليّ (بِإِسْنَاد ضَعِيف ۔

ترجمہ : امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 360 ھ (نے اس کو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم) سال وفات 40 ھ (سے ضعیف سند سے روایت کیا ہے ۔) المناوي، التيسير ، ۲/۴۲۲(

علامہ عزیزی) سال وفات1070 ھ (رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صرف ضعیف کہنے پر اکتفا کیا) : طب (عن علی بإسناد ضعیف ۔) العزیزي، السراج المنیر، ۴/۳۰۰(

علامہ صنعانی) سال وفات1182 ھ (رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں : رواته كلهم ثقات إلا العمري ۔

ترجمہ : سوائے عبید اللہ العمری کے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں ۔) الصنعاني، التنویر ، ۱۰/۲۵۲(

امام ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات804 ھ(فرماتے ہیں : وفیه عبید اللہ العمري ضعفه النسائي جدًا، و قال : كذاب ۔) ابن الملقن، التوضیح لشرح الجامع الصحیح، ۳۱/۵۴۴(

امام نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات807 ھ(اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں : رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَالْأَوْسَطِ عَنْ شَيْخِهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ رَمَاهُ النَّسَائِيُّ بِالْكَذِبِ ۔

ترجمہ : اس راوی کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات303 ھ (نے اس کو متہم قرار دیا ہے ۔) نور الدين الهيثمي, مجمع الزوائد(6/260,

اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا تشدد سب کو مشہور ہے : ويعتبر النسائي من المتشددين في جرح الرجال ۔ أكرم العمري، بحوث في تاريخ السنة المشرفة، ۹۶(

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات385 ھ (نے اس کو صرف ضعیف قرار دیا ہے ۔

حَدَّثَنَا الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ غَلْبُونَ عَنْ الشَّيْخِ أَبِي ذَرٍّ الْهَرَوِيِّ إِجَازَةً قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الدَّارَقُطْنِيُّ وَأَبُو عُمَرَ بْنُ حَيَّوَيْهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ زَبَالَةَ حدثنا عبد الله بن مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ محمد بن علي بت الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ

الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوهُ وَ مَن سَبَّ أَصْحَابِي فَاضْرِبُوهُ ۔

ترجمہ : جس کسی نبی کو گالی دی اس کو قتل کردو اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس کو مارو ۔)القاضي عياض, الشفا ،(2/22

اس روایت میں عبد العزیز بن محمد بن الحسن بن زبالہ ضعیف ہے لیکن اس کی وجہ سے روایت کو موضوع نہیں کہا سکتا ۔

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات756 ھ (شفا شریف کی روایت کے متعلق فرماتے ہیں : عبد العزیز بن محمد بن الحسن بن زبالۃ، جرحہ ابن حبان وغیرہ ۔

ترجمہ : ابن زبالہ پر امام ابن حبان رحمہ اللہ) سال وفات354 ھ (نے جرح کی ہے ۔) السبكي, السيف المسلول على من سب الرسول149, ،چشتی(

اپنی دوسری کتاب میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد ان صح وان ثبت کے الفاظ فرمائے : وَقَوْلُہُ - صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» - مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوهُ «إِنْ ثَبَتَ فَهُوَ عُمْدَةٌ ۔) السبكي، تقي الدين، فتاوى السبكي، ۲/۵۸۴(

وَالْحَدِيثُ الَّذِي يُرْوَى» مَنْ سَبَّ صَحَابِيًّا فَاجْلِدُوهُ «إِنْ صَحَّ ۔) السبكي، تقي الدين، فتاوى السبكي، ۲/۵۷۶،چشتی (۔ یہ دونوں عبارات ضعف کے طرف مشیر ہیں ۔

علامہ ابن قیم جوزی) سال وفات751 ھ (لکھتے ہیں : الْمُحَدِّثُ بِهِ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ ضَعِيفٌ ۔

ترجمہ : اہل بیت رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرنے والا ابن زبالہ ضعیف ہے ۔) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱۴۵۷/۳)

امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1014 ھ (اس روایت کا دفاع کرتے ہوئے فرماتے ہیں :قال الحلبي الحديث هذا ليس في الكتب الستة قلت الحديث قد ساقه القاضي بسنده من طريق الدراقطني وهو إمام جليل من أهل السنة ۔ وقد رواه الطبراني في الكبير أيضا لكنه بسند ضعيف عن علي رضي الله تعالى عنه :من سب الأنبياء قتل ومن سب أصحاب جلد ورواه أيضا عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما :مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ والناس أجمعين وروى أحمد والحاكم في مستدركه :من سب عليا فقد سبني ومن سبني فقد سب الله تعالى وفي حاشية التلمساني عن علي رضي الله تعالى عنه قال :لا أوتى بمن فضلني على أبي بكر وعمر إلا جلدته جلد المفتري ۔

ترجمہ : امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : یہ روایت کتب ستہ میں نہیں میں کہتا ہوں) اگر چہ صحاح ستہ میں نہیں (لیکن اس کو امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات544 ھ (امام .دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)سال وفات385 ھ (کی سند سے روایت کیا ہے اور وہ اہل سنت کے جلیل القدر امام ہے ۔ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ضعیف سند سے روایت کیا ہے ۔ اس کے شواہد میں سے یہ ہے کہ جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہے ۔ اور یہ بھی ہے کہ جس نے مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی ۔ اور اسی طرح مولی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں :جس نے مجھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مجھے فضیلت دی اس کو میں تہمت کی حد لگاؤں گا ۔)الملا علی القاري، شرح الشفا، ۴۰۳/۲)

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات277 ھ (اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات748 ھ (
نے بھی ابن زبالہ کو مجہول قرار دیا ہے ۔

اور عمومی حالات میں مجہول کی حدیث کو موضوع نہیں ہوتی امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ) سال
وفات1014 ھ (فرماتے ہیں : جھالۃ بعض الرواۃ لاتقتضی کون الحدیث موضوعا وکذا نکارہ الالفاظ، فینبغی
ان یحکم علیہ بانہ ضعیف، ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال ۔

ترجمہ : یعنی بعض راویوں کا مجہول یا الفاظ کا بے قاعدہ ہونا یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو، ہاں
ضعیف کہو، پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیاجاتا ہے ۔) مجموعۃ رسائل الملا علي القاري، صفحۃ
(109

حدثنا أبو الحسن مُزاحِم بن عبد الوارث البصري :نا الحسين بن حُميد بن الربيع اللَّخْمِي، قال :حدّثني عبد
السلام بن صالح الهروي، قال :حدثني علي بن موسى الرِّضا، قال :حدثني أبي :موسى بن جعفر عن أبيه :
جعفر بن محمَّد عن أبيه :محمد بن علي عن أبيه :علي بن الحسين عن أبيه ۔ عن عليّ عن النبيّ – صلى الله
عليه وسلم قال : مَنْ سبَّ نبيًّا من الأنبياءِ فاقتلوه، ومَنْ سبَّ أحدًا من أصحابي فاجلِدوه ۔) البسام بترتيب
وتخريج فوائد تمام، ۳/۴۱(

اس سند میں حسین بن حمید متہم ہے ۔) ابن حجر العسقلاني، لسان الميزان، ۲/۲۸۰(

اور عبد السلام بن صالح مختلف فیہ ہے عبد السلام کی بعض نے تضعیف کی اور امام ابن معین وغیرہ نے
توثیق فرمائی ہے ۔) ابن حجر العسقلاني، تهذيب التهذيب، ۶/۳۲۰(

عبد السلام کو حافظ ابن حجر عسقلانی (852)رحمۃ اللہ علیہ نے صدوق قرار دیا ۔) ابن حجر العسقلاني، تقریب التھذیب، ۳۵۵(

مختصر یہ ہے کہ حضرت امام علی بن موسی رضا رضی اللہ عنہما سے اس کو روایت کرنے والے تین راوی ہیں ۔ (1) ابن ابی اویس ۔ (2) عبد اللہ بن موسی ۔ عبد السلام ہروی ۔) الخطيب البغدادي، السابق واللاحق في تباعد ما بين وفاة راويين عن شيخ واحد، ٨٧(

روایت کے شواہد ۔ مرفوع روایات⬇ :

امام طبرانی ۔) سال وفات360 ھ (، قاضی عیاض) سال وفات544 ھ (اور ابو تمام) سال وفات 414ھ(رحمہم اللہ علیہم کے علاوہ کئی اور محدثین نے بھی اس کو روایت کیا ہے⬇ :

ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات643 ھ : (من سب نبيًّا فاقتلوه ومن سب أصحابي فاضربوه ۔) ابن النجار عن علی) (السيوطي، جامع الأحاديث، ٢٠/٣٦٨(

امام ابن الطیب رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1170 ھ (اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں : قَالَ الطَّبَرَانِيّ الحَدِيث لَا يرْوى إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَاد تفرد بِهِ ابْن أبي أويس قَالَ وَله شَاهد فِي الْجَامِع الْكَبِير انْتهى المسلسل كَذَلِك ۔ جامع کبیر میں اس کا .ایک شاہد بھی موجود ہے ۔) علم الدين الفاداني، العجالة في الأحاديث المسلسلة، ٦٥(

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات509 ھ (۔ عَلِيّ بن أبي طَالب : من سبّ نَبيا فَاقْتُلُوهُ وَمن سبّ أَصْحَابِي فَاضْرِبُوهُ ۔) الدَّيْلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، ٣/٥٤١(

امام خلال و امام ازجی رحمۃ اللہ علیہا ۔ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابن تیمیہ حرانی کے مطابق اس کو امام ابو القاسم ازجی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات444 ھ (اور امام محمد خلال رحمۃ اللہ علیہ)سال وفات439 ھ (نے بھی روایت کیا ہے ۔ السبکي, السیف المسلول علی من سب الرسول 150,،چشتی)(ابن تیمیۃ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، ۹۲)(ابن القیم، أحکام أھل الذمۃ، ۳/۱۴۵۵)

علامہ ابن تیمیہ) سال وفات728 ھ (نے بھی اس کو موضوع نہیں قرار دیا صرف ایک ضعیف راوی کی نشاندہی کی ہے ۔) ابن تیمیۃ، الصارم المسلول ۹۳(

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيّ قَالَ :حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيّ، عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيّ قَالَ : أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقُلْتُ : أَقْتُلُهُ فَانْتَهَرَنِي، وَقَالَ : لَيْسَ هَذَا لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔) النسائي، السنن الکبری ، ۳/۴۴۶(

امام .نسائی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات303 ھ (اس روایت کو باب الحکم فیمن سب رسول اللہ کے تحت ذکر کیا ۔

علامہ ابن تیمیہ) سال وفات728 ھ (نے بھی اس روایت کو اسی تناظر میں پیش کیا ۔) ابن تیمیۃ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ،۹۳(

ائمہ کرام علیہم الرحمہ کا اس روایت سے استناد کرنا⬇ :

محدث إسماعیل عجلونی) سال .وفات1162 ھ (رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت سے استناد کیا ہے : ولا یبعد أن یکون المعنی سب أصحابي ذنب لا یغتفر، أي لا یسامح لحدیث من سب أصحابي فاضربوه ومن سبني فاقتلوه ۔

ترجمہ : یہ بات بعید نہیں کہ صحابی کو گالی دینا ناقابل معافی گناہ ہو ۔ کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ جس نے کسی صحابی کو گالی دی اس کو ضرب لگاؤ اور جس نے مجھے گالی دی اس کو قتل کردو ۔) العجلوني، کشف الخفاء، ۱/۴۴۴(

یہی بات امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1014 ھ (نے بھی ذکر کی ۔) الملا علی القاري، الأسرار المرفوعة، ۲۱۴(

وَقد وَردَ عَنهُ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم : أن مَنْ سَب الأنبيَاء قتل، ومَنْ سَب أصحَابي جلد ۔ رَواهُ الطبراني عن علي كرمَ الله وَجهَهُ ۔) الملا علی القاري، شم العوارض في ذم الروافض، صفحة ۳۵،چشتی(

امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات942 ھ(نے بھی اس سے استناد کیا : وأمّا الآثار ۔ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :من سب نبيّا فاقتلوه، ومن سبّ أصحابي فاضربوه ۔) الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ۱۲/۳۰(

امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات974 ھ (نے بھی اس سے استناد کیا : وَعَن عَليّ رَضِي الله عَنهُ من سبّ الْأَنبِيَاء قتل وَمن سبّ أَصْحَابِي جلد ۔) ابن حجر الهيتمي، الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، ۱/۱۴،چشتی(

امام الحرمین جوینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات478 ھ(نے اس کو ذکر کیا : ورد في الأخبار : من سبّ نبيّاً فاقتلوه، ومن سبّ أصحابه فاجلدوه ۔) الجويني، أبو المعالي، نهاية المطلب في دراية المذهب، ۱۸/۴۷(

امام محمد غزالی شافعی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات505 ھ (نے بھی اس کو ذکر کیا : وَفِي الْخَبَر من سبّ نَبيا فَاقْتُلُوهُ وَمن سبّ أَصْحَابه فاجلدوه ۔) أبو حامد الغزالي، الوسيط في المذهب، ۷/۸۷(

هذا حديث لا يعرف ۔) ابن الصلاح، شرح مشكل الوسيط، ۴/۱۵۸(

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 756 ھ (نے امام ابن الصلاح) سال وفات643 ھ (رحمۃ اللہ علیہ کے قول کہ یہ حدیث معروف نہیں ۔ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں : وابن الصلاح قال في كلامه على "الوسيط" :"هذا حديث لا يعرف"، وهذا الكلام من ابن الصلاح لأنه لم يقف على إسناده ۔

ترجمہ : امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی سند پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے یہ قول فرمایا ہے ۔)السبكي، تقي الدين، السيف المسلول ۱۵۰(

حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سال وفات23 ھ : (وعن عمر رضي الله عنه أنه أتى برجل سب النبي صلى الله عليه وسلم فقتله، ثم قال عمر: من سب الله أو سب أحدًا من الأنبياء فقاتلوه ۔

ترجمہ : سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گالی دی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو قتل کیا اور فرمایا : جو اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کو گالی دے اس کو قتل کردو ۔ اس کی سند میں عصمہ بن فضالہ الانصاری منکر الحدیث ہے اور اس کی یہ حدیث غیر محفوظ ہے ۔) ابن عدي، الكامل في ضعفاء الرجال، ۷/۸۸(

علامہ ابن تیمیہ) سال وفات728 ھ (نے اس واقعہ کو اس اور سند سے بیان کر کے استناد کیا ہے ۔) ابن تيمية، الصارم المسلول ۲۰۱(

ابن عباس رضی اللہ عنہما) سال وفات68 ھ : (وعن ابن عباس قال : أيما مسلم سب الله أو سب أحدًا من الأنبياء فقد كذب برسول الله صلى الله عليه وسلم، وهي ردة، يستتاب فإن رجع وإلا قتل، وأيما معاهد عاند فسب الله أو سب أحدًا من الأنبياء أو جهر به فقد نقض العهد فاقتلوه ۔

ترجمہ : جو مسلمان یا کافر اللہ تعالیٰ یا کسی بھی کو بھی گالی دے تو اس کو قتل کردو ۔) السبکي،السیف المسلول ۱۲۴،چشتی)(زاد المعاد ۵۵/۵(

ابن عمر رضی اللہ عنہ) سال وفات73 ھ (کے پاس ایک شخص گزرا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اس شخص کے جانے کے بعد کسی نے آپ .کو بتایا کہ یہ گزرنے والا شخص یہ کام .کرتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : لو سمعتہ لقتلتہ ۔

ترجمہ : اگر میں اس سے یہ سن لیتا تو اس کو قتل کر دیتا ۔) أحمد بن حنبل، الجامع لعلوم الإمام أحمد ، ۱۲/۳۱۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ) سال وفات101 ھ : (وعن خلید أن رجلاً سب عمر بن عبد العزیز فکتب عمر : أنہ لا یقتل إلا من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ترجمہ : کسی شخص نے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو گالی دی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عمال کو لکھ بھیجا کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کسی اور گالی دینے والے کو قتل نہ کیا جائے ۔) السبکي, السیف المسلول, ،(124

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گستاخانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قتل کرنے کے کئ واقعات کتب میں موجود ہیں مندرجہ ذیل سطور میں ہم کچھ کی طرف اشارہ کرتے ہیں⬇ :

(1کعب بن اشرف کا قصہ

(2ابو رافع ی-ہودی کا قصہ

(3عبد اللہ بن خطل کا قصہ

(4ابو عفک شاعر کا قصہ

(5سفیان ہذلی کا قصہ

(6ظالم حویرث کا قصہ

(7معاویہ مغیرہ کا قصہ

(8نابینا صحابی کی ام ولد کا قصہ

(9عمیر بن امیہ کی بہن کا قصہ

(10عمیر بن عدی کا قصہ

(11مندقون ن-صرانی کا قصہ

(12عبد اللہ بن النواحہ کا قصہ

ان واقعات کی تفصیل حصّہ دوم میں ان شاء اللہ

اجماعِ امت :

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات319 ھ (فرماتے ہیں : وأجمعوا علی أن من سب النبي صلی اللہ علیہ وسلم أن لہ القتل ۔

ترجمہ : اس بات پر تمام کا اجماع ہے جو کسی نبی کو گالی دے ان کو قتل کیا جائے گا ۔) الإجماع لابن المنذر(1/128,

امام یحیی عامری رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات893 ھ (اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں : وھذا الحدیث وان کان في اسنادہ ضعف فقد اعتضد بالاجماع ۔

ترجمہ : اس روایت کی سند میں اگر چہ ضعف ہے لیکن اجماع کی وجہ قوی ہوگئی ہے ۔) بھجۃ المحافل وبغیۃ الأماثل، ۱۹۵/۲،چشتی(

امام محمد بن عبد الباقي زرقانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1122 ھ (فرماتے ہیں : وأما السنۃ «فکثیرۃ، منھا ما رواہ الدارقطني والطبراني، عن علي، رفعہ» :من سب نبیًا فاقتلوہ، ومن سب أصحابي فاضربوہ«، وسندہ ضعیف، لکن اعتضد بالإجماع ۔

ترجمہ : یہ حدیث اگر چہ ضعیف ہے لیکن اجماع کی وجہ سے قوی ہو گئی ہے ۔) الزرقاني، محمد بن عبد الباقي، شرح الزرقاني علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، ۷/۳۳۴(

اجماعِ امت ، شہرت ، اور تلقی امت سے تقویت : فقیر چشتی حدیث کی تقویت پانے کی کچھ صورتیں عرض کرتا ہے :

تلقی بالقبول سے تقویت

امام ابوبکر جصاص رازی حنفی) سال وفات370 ھ (رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : وَاِنْ کَانَ وُرُودُہٗ مِنْ طَرِیقِ الْآحَادِ، فَصَارَ فِي حَیِّزِ التَّوَاتُرِ ;لِأَنَّ مَا تَلَقَّاہُ النَّاسُ بِالْقَبُولِ مِنْ اَخْبَارِ الْآحَادِ فَھُوَ عِنْدَنَا فِي مَعْنَی الْمُتَوَاتِرِ-لِمَا بَیَّنَّاہُ فِي مَوَاضِعَ ۔

ترجمہ : ہم نے کئی جگہ یہ بات کہی ہے کہ جب خبر واحد کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ حدیث ضعیف نہیں رہتی بلکہ متواتر کے درجہ تک بھی پہنچ جاتی ہے ۔) الجصاص، أحکام القرآن للجصاص ۴٦۷/۱)

امام بدر الدین زرکشی) سال وفات794 ھ (رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : أن الحَدِیث الضَّعِیف إِذا تَلَقَّتْهُ الْأُمة بِالْقبُولِ عمل بِهِ على الصَّحِيحُ حَتَّى إِنَّه ينزل منزلَة الْمُتَوَاتر فِي أنه يُنْسَخ الْمَقْطُوع ۔

ترجمہ : جب حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ متواتر کا درجہ اختیار کر لیتی ہے ۔) الزركشي، النكت على مقدمۃ ابن الصلاح ۳۹۰/۱،چشتی(

ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات702 ھ (بھی اس بات کے قائل ہیں کہ تلقی بالقبول سے حدیث صحیح ہو جاتی ہے : وفي الجملۃ :فقد تلخَّص أنَّ من صححہ فلھم فیہ طریقان :طریق الإسناد، وطریق التلقي بالقَبول ۔) ابن دقیق العید، شرح الإلمام بأحادیث الأحکام، ۴۷/۱(

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات852 ھ (نقل فرماتے ہیں : أن الخبر إذا تلقتہ الأمۃ بالقبول تصدیقا لہ وعملا بموجبہ أفاد العلم عند جماھیر العلماء من السلف والخلف ۔

ترجمہ : جب حدیث کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو جمہور سلف و خلف کے نزدیک یقین کا فائدہ دیتی ہے ۔) النكت على كتاب ابن الصلاح، ۱۳۹/۱(

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات204 ھ (ایک ضعیف حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں : لا یثبتہ أھل العلم بالحدیث ولکن العامۃ تلقتہ بالقبول وعملوا بہ ۔

ترجمہ : محدثین کرام علیہم الرحمہ نے اگر چہ یہ حدیث صحیح نہیں لیکن اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے تو یہ روایت قبول ہو گی ۔) ابن حجر العسقلاني، النكت على كتاب ابن الصلاح ۱/۴۹۵(

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات463 ھ (ایک روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں : وأهل الحديث لا يصححون مثل اسناده لكن الحديث عندي صحيح لأن العلماء تلقوه بالقبول ۔

ترجمہ : محدثین کرام علیہم الرحمہ اگر چہ اس کی اسناد کو صحیح نہیں قرار دیتے لیکن میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ امت نے اس کو قبول کرلیا ہے ۔) ابن عبد البر، التمهيد ، ۱۶/۲۱۹،چشتی)(شرح ابن ماجه لمغلطاي، ۲۲۹)(السيوطي، تدريب الراوي ، ۱/٦٦(

علامہ ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات734 ھ(نے بھی حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کی ہے : وهذا الحديث لم يحتج أهل الحديث بمثل إسناده وهو عندي صحيح لأن العلماء تلقوه بالقبول له والعمل به ۔) ابن سيد الناس، النفح الشذي ، ۲/۱۵۹(

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات911 ھ(لکھتے ہیں : وفي قبول جماعة من العلماء واجماع الناس على معناه غنى عن اسناده ۔

ترجمہ : علماء کرام کی جماعت جب کسی حدیث کو قبول کرلیتی تو وہ اس کی سند دیکھنے کی احتیاج نہیں رہتی ۔) السيوطي، تدريب الراوي ، ۱/٦٦(

امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات463 ھ(فرماتے ہیں : خَبَرُ الْوَاحِدِ الَّذِي تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ فَيُقْطَعُ بِصِدْقِهِ ۔

ترجمہ : خبر واحد کو جب تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو اس کی صحت کا یقین کرلیا جائے گا ۔) الخطيب البغدادي، الفقيه والمتفقه ۱/۲۷۸(

شیخ ابراہیم شبرخیتی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1106 ھ (فرماتے ہیں : ومحل کونہ لا یعمل بالضعیف في الأحکام مالم یکن تلقاہ الناس بالقبول، فإن کان کذلک تعین وصار حجۃ یعمل بہ في الأحکام وغیرھا۔

ترجمہ : ضعیف حدیث کو جن تلقی حاصل ہو جائے تو وہ احکام میں بھی حجت ہے ۔) شرح الأربعین النوویۃ صفحۃ39 ،چشتی(

امام ابن الوزیر یمنی) سال وفات840 ھ (رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : وقد احتج العلماء علی صحۃِ أحادیثَ بتلقي الأُمَّۃِ لھا بالقبول ۔

ترجمہ : علماء نے تلقی بالقبول حاصل .کرنے والی حدیث سے احتجاج کیا ہے ۔) ابن الوزیر، العواصم والقواصم ۲/۲۹۷(

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات902 ھ (فرماتے ہیں : وَکَذَا إِذَا تَلَقَّتِ الْاُمَّۃُ الضَّعِیفَ بِالْقَبُولِ یُعْمَلُ بِہِ عَلَی الصَّحِیحِ ۔

ترجمہ : امت جب کسی حدیث کو قبول کرلے تو اس پر عمل کیا جائے گا ۔) السخاوي، فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث، ۱/۳۵۰(

امام ابن فورک رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات406 ھ(فرماتے ہیں : وقال الاستاذ ابو بکر بن فورک الخبر الذي تلقتہ الامۃ بالقبول محکوم بصدقہ ۔

ترجمہ : جس حدیث کو امت تلقی بالقبول کرلے وہ صحیح اور سچی ہے ۔) السبکي، تقي الدین، الإبھاج في شرح المنھاج، ۲/۲۹۹(

امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان قادری ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1340 ھ (فرماتے ہیں : تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہوتو حرج نہیں کرتی ۔) فتاوی رضویہ(660/30

عملِ امت سے تقویت :

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات852 ھ (فرماتے ہیں : من جملۃ صفات القبول التي لم يتعرض لها شيخنا) يعني العراقي (أن يتفق العلماء على العمل بمدلول حديث فإنه يقبل ويجب العمل به ۔

ترجمہ : اگر علماء کسی ضعیف حدیث کے مدلول اور معنی پر متفق ہوں تو اس حدیث کو قبول کیا جائے ۔)ابن حجر العسقلاني، النكت على كتاب ابن الصلاح ، ۱/۷۸(

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی) سال وفات1353 ھ (کہتے ہیں : وذهب بعضُهم إلى أن الحديثَ إذا تأيّد بالعملِ ارتقى من حال الضَّعْف إلى مرتبة القبول ۔ قلت : وهو الأَوْجَهُ عندي ، وإن كَبُر على المشغوفِين بالإِسناد ۔) الكشميري، فيض الباري ، ۴/۱۳۰(

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات179 ھ (کا یہ قول بھی حدیث پر سلف کے عمل کی اہمیت کو واضح کرتی ہے ۔ اما ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات449 ھ (نقل فرماتے ہیں : إذا جاء عن النبی علیہ السلام حدیثان مختلفان وبلغنا أن أبا بکر وعمر عملا بأحد الحدیثین وترکا الآخر، فإن فی ذلک دلالۃ علی أن الحق فی ما عملا بہ ۔) ابن بطال، شرح صحیح البخاری ، ۴/۲۴۴(

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ463) ھ (نے بھی اس کو نقل کیا۔ وَرَوَی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ اَنَّہُ سَمِعَ مَالِکًا یَقُولُ : اِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِيّ - عَلَیْہِ السَّلَامُ - حَدِیثَانِ مُخْتَلِفَانِ وَبَلَغَنَا اَنَّ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ عَمِلَا بِاَحَدِ الْحَدِیثَیْنِ وَتَرَکَا الْآخَرَ کَانَ فِي ذَلِکَ دَلَالَۃٌ عَلَی اَنَّ الْحَقَّ فِیمَا عَمِلَا بِہِ ۔) ابن عبد البر، الاستذکار، ۱/۱۷۵(

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات370 ھ(کے قول بھی سے حدیث کے موافق سلف کے عمل کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ اس سے حدیث کو تقویت ملتی ہے : مَتَی رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَبَرَانِ مُتَضَادَّانِ وَظَهَرَ عَمَلُ السَّلَفِ بِاَحَدِهِمَا کَانَ الَّذِي ظَهَرَ عَمَلُ السَّلَفِ بِہِ اَوْلَی بِالْاِثْبَاتِ ۔) الجصاص، اَحکام القرآن ، ۱/۱۸،چشتی(

امام ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات963 ھ(فرماتے ہیں : وَقد صرح غیر وَاحِد بِاَن دَلِیل صِحَۃ الحَدِیث قَول اَهل الْعلم بِہِ وَاِن لم یکن لَہُ اِسْنَاد یعْتَمد علی مثلہ ۔

ترجمہ : کئی ایک علماء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ علماء کے قول کی وجہ سے ضعیف حدیث صحیح ہو جاتی ہے ۔) ابن عراق، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ، ۲/۱۰۴(

اس کی کچھ مثالیں⬇ :

علامہ ابن قیم جوزیہ حنبلی) سال وفات751 ھ (نے تلقین میت والی حدیث کو ضعیف کہنے کے باوجود عمل علماء کی وجہ سے قابل عمل کہا : فَهَذَا الحَدِیث وَاِن لم یثبت فاتصال الْعَمَل بِہِ فِي سَائِرِ الْاَمْصَار والأعصار من غیر انکار کَاف فِي الْعَمَل بِہِ ۔

ترجمہ : یہ حدیث اگر صحیح نہیں لیکن تمام شہروں میں اس پر عمل ہے یہی بات اس پر عمل کرنے کے لیے کافی ہے ۔) ابن القیم، الروح، صفحۃ ۱۳(

علامہ ابن ابی العز) سال وفات792 ھ (لا یمس القرآن الا طاھر پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں : ولکن قوله- صلى الله عليه وسلم" :-لا يمس القرآن إلا طاهر "هو في الكتاب الذي كتبه رسول الله- صلى الله عليه وسلم -لعمرو بن حزم، وهو كتاب مشهور عند أهل العلم، تلقوه بالقبول والعمل، وإن كان سنده ضعيفًا ۔

ترجمہ : اس کی سند اگر چہ ضعیف ہے لیکن علماء کے ہاں اسے تقلید بالقبول حاصل ہے ۔) ابن أبي العز، التنبيه على مشكلات الهداية، ۱/۴۱۴)(عبد الكريم الخضير، شرح مختصر الخرقي ، ۱۱/۱۷(

لا وصیۃ لوارث حدیث پر کلام کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات852 ھ (فرماتے ہیں : وَقَدْ نَازَعَ الْفَخْرُ الرَّازِيُّ فِي كَوْنِ هَذَا الْحَدِيثِ مُتَوَاتِرًا وَعَلَى تَقْدِيرِ تَسْلِيمِ ذَلِكَ فَالْمَشْهُورُ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ أَنَّ الْقُرْآنَ لَا يُنْسَخُ بِالسُّنَّةِ لَكِنَّ الْحُجَّةَ فِي هَذَا الْإِجْمَاعِ عَلَى مُقْتَضَاهُ ۔

ترجمہ : فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات606 ھ (نے اس کے متواتر ہونے میں منازعت کی ہے انہوں نے کہا اگر متواتر مان بھی لیں تو امام شافعی رحمہ اللہ) سال وفات 204 ھ (کے نزدیک حدیث سے قرآن کا نسخ جائز نہیں ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جوابا فرماتے ہیں : اس حدیث میں اصل حجت علماء کا اس کے موافق عمل کرنا ہے ۔) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري لابن حجر، ۵/۳۷۲،چشتی(

مشہور حدیثِ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جس کو فقہائے کرام قیاس کی حجیت کے باب میں پیش کرتے ہیں ۔ بعض محدثین کرام علیہم الرحمہ نے اگر چہ اس کو ضعیف قرار دیا ہے ۔ لیکن امام جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات370 ھ (فرماتے ہیں : اس حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے ۔ رُوِيَ بِالنَّقْلِ الشَّائِعِ الَّذِي تَلَقَّاهُ النَّاسُ بِالْقَبُولِ ۔) الجصاص، الفصول في الأصول، ۲/۳۱۸(

اسی حدیث کے متعلق امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 463 ھ (فرماتے ہیں : فَکَذٰلِکَ حَدِیثُ مُعَاذٍ, لَمَّا احْتَجُّوا بِهِ جَمِیعًا غَنُوْا عَنْ طَلَبِ الْاِسْنَادِ لَهُ ۔

ترجمہ : حدیثِ معاذ رضی اللہ عنہ صحیح ہے اس کی سند میں بحث کی ضرورت نہیں ۔) الخطیب البغدادي، الفقیہ والمتفقہ ، ۱/۴۷۱(

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 405 ھ (ایک روایت پر کلام کرنے کے بعد فرماتے ہیں : وَمِمَّا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى صِحَّةِ هَذَا الْحَدِيثِ اسْتِعْمَالُ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ إِلَى عَصْرِنَا هَذَا إِيَّاهُ وَمُوَاظَبَتُهُمْ عَلَيْهِ وَ تَعْلِيمُهُنَّ النَّاسَ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ : اس حدیث کی صحیح ہونے پر ایک استدلال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ائمہ کرام نے اس پر عمل کیا ہے ۔) الحاکم, المستدرک علی الصحیحین (1/464,

امام حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 656 ھ (ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں : کان عبد اللہ بن المبارک یفعلها، وتداولها الصالحون بعضهم من بعضٍ، وفیه تقویةٌ للحدیث المرفوع ۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 181 ھ (اس حدیث پر عمل کرتے تھے ان کے عمل سے یہ حدیث اور قوی ہوجاتی ہے ۔) عبد العظیم المنذري، الترغیب والترهیب ۱/۴۶۹(

امام خطابي رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 388 ھ (ایک روایت پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں : هذا حدیث قد اصطلح الفقهاء علی قبوله وذلک یدل علی أن له أصلاً کما اصطلحوا علی قبول قوله لا وصیة لوارث، وفي إسناده ما فیه ۔

ترجمہ : فقہاء علیہم الرحمہ نے اس حدیث کو قبول کیا ہے اور ان کا قبول کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل موجود ہے ۔) الخطابي معالم السنن، ۳/۱۵۱(

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات463:ھ (فرماتے ہیں : وحدیث سعد بن إسحاق ھذا مشھور مَشْهُورٌ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ مَعْمُولٌ بِهِ عِنْدَهُمْ تَلَقَّوْهُ بِالْقَبُولِ وَأَفْتَوْا بِهِ ۔) ابن عبد البر، الاستذکار، ٦/٢١٤)

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں : وَهُوَ عِنْدَ جَمَاعَةِ الْعُلَمَاءِ أَصْلٌ تَلَقَّوْهُ بِالْقَبُولِ وَبَنَوْا عَلَيْهِ كَثِيرًا مِنْ فُرُوعِهِ وَاشْتُهِرَ عِنْدَهُمْ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ شُهْرَةً يُسْتَغْنَى بِهَا عَنِ الإسناد كما اشتهر عندهم قول عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ۔ وَمِثْلُ هَذَا مِنَ الْآثَارِ الَّتِي قَدِ اشْتُهِرَتْ عِنْدَ جَمَاعَةِ الْعُلَمَاءِ اسْتِفَاضَةً يَكَادُ يُسْتَغْنَى فِيهَا عَنِ الْإِسْنَادِ لِأَنَّ اسْتِفَاضَتَهَا وَشُهْرَتَهَا عِنْدَهُمْ أَقْوَى مِنَ الْإِسْنَادِ ۔

مفہوم : یہ حدیث حجاز و عراق میں مشہور ہے اور ایسی مشہور حدیث سند سے مستغنی ہو جاتی ہے ۔) ابن عبد البر، التمھید ٢٩٠/٢٤،چشتی(

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات676 ھ (نے اس کو نقل کیا ہے : قال ابن عبد البر إن ھذا الحدیث منقطع إلا أنہ مشھور الاصل عند جماعۃ تلقوہ بالقبول، وبنوا علیہ کثیرا من فروعہ ۔) النووي، المجموع شرح المھذب، ٥٢/١٣(

امام .شمس الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات772 ھ(نے بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے : وقد قال ابن عبد البر : ھو محفوظ، مشھور، أصل عند جماعۃ العلماء، تلقوہ بالقبول، وبنوا علیہ کثیرا من فروعہ، قد اشتھر عنھم بالحجاز، والعراق، شھرۃ یستغنی بھا عن الإسناد کما اشتھر حدیث» لا وصیۃ لوارث «انتھی ۔) الزرکشي، شمس الدین، شرح الزرکشي علی مختصر الخرقي، ٦١٦/٣(

امام خلیل بن اسحاق جندی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات776 ھ(نے بھی اس عبارت کو نقل کیا: وذکر أبو عمر أنہ مشھور عند العلماء تلقوہ بالقبول، وبنوا علیہ کثیراً من الفروع، فقد اشتھر عندھم بالحجاز والعراق شھرۃ یستغنی بھا عن الإسناد، کما اشتھر حدیث) : لا وصیۃ لوارث (۔) التوضیح في شرح مختصر ابن الحاجب، ۵/۵۸۱)

علامہ حسین بن محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1119 ھ (نے بھی اس کو نقل کیا: وقال ابن عبد البر: ھو منقطع إلا أنہ مشھور الأصل عند جماعۃ العلماء، تلقَّوہ بالقبول وبنوا علیہ کثیرا من فروعہ ۔) الحسین بن محمد المَغرِبي، البدر التمام شرح بلوغ المرام، ۶/۲۶(

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات463 ھ (کچھ احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وَاِنْ کَانَتْ ھَذِہِ الْاَحَادِیثُ لَا تَثْبُتُ مِنْ جِھَۃِ الْاِسْنَادِ, لٰکِنْ لَمَّا تَلَقَّتْھَا الْکَافَّۃُ عَنِ الْکَافَّۃِ غَنُوْا بِصِحَّتِھَا عِنْدَھُمْ عَنْ طَلَبِ الْاِسْنَادِ لَھَا ۔

ترجمہ: یہ احادیث اگر چہ سند کے اعتبار سے ثابت نہیں لیکن جب اس کو امت نے قبول کرلیا تو اس کی سند تلاش کرنے کی احتیاجی نہ رہی ۔) الخطیب البغدادي، الفقیہ والمتفقہ ۱/۴۷۱(

امام ابن ابی زید القیروانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات386 ھ (ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ورَوَی الناس في العشرین الدینار حدیثاً لیس بذي إسنادٍ قويّ إلاَّ أن النَّاسَ تلقَّوہ بالعمل ۔

ترجمہ: یہ حدیث اگر چہ مضبوط نہیں لیکن علماء کے نزدیک اسے تلقی بالقبول حاصل ہے ۔) النوادر والزیادات علی ما في المدونۃ من غیرھا من الأمھات، ۲/۱۰۷(

علامہ ابن یونس الصقلی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات451 ھ(نقل فرماتے ہیں: وقد روي ذلک عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم أیضاً، وإن کان حدیثاً لیس بالقوي إلا أن الناس تلقوہ بالعمل ۔

ترجمہ : یہ حدیث اگر چہ مضبوط نہیں لیکن علماء کے نزدیک اسے تلقی بالقبول حاصل ہے ۔) ابن یونس الصقلي، الجامع لمسائل المدونة، ۶/۴(

شہرت حدیث سے تقویت :

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات794ھ (ایک روایت پر کلام نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں : إِن إِسْنَاده مُنْقَطع لَكِن استفاضته بَين النقلَة وَأهل الْمَغَازِي جعلته حجَّة ۔

ترجمہ : یہ حدیث اگر چہ منقطع ہے لیکن ناقلین حدیث اور اہل مغازی کے ہاں شہرت کی وجہ سے حجت ہے ۔) الزركشي، النكت على مقدمة ابن الصلاح ، ۱/۱۱۱(

امام ابو اسحاق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات418 ھ (فرماتے ہیں : تُعْرَفُ صِحَّةُ الْحَدِيثِ إِذَا اشْتُهِرَ عِنْدَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ بِغَيْرِ نَكِيرٍ مِنْهُمْ ۔

ترجمہ : محدثین کرام علیہم الرحمہ کے ہاں بلا نکیر کسی حدیث کے مشہور ہو جانے سے بھی حدیث کی صحت معلوم ہو جاتی ہے ۔) السيوطي، تدريب الراوي ، ۱/۶۶(

امام کمال الدین ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات861 ھ (فرماتے ہیں : وَمِمَّا يُصَحِّحُ الْحَدِيثَ أَيْضًا عَمَلُ الْعُلَمَاءِ عَلَى وَفْقِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ عَقِيبَ رِوَايَتِهِ :حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ ...وَقَالَ مَالِكٌ :شُهْرَةُ الْحَدِيثِ بِالْمَدِينَةِ تُغْنِي عَنْ صِحَّةِ سَنَدِهِ ۔

ترجمہ : علماء کرام کا حدیث کے موجب) حکم (پر عمل کرنے سے بھی حدیث صحیح ہو جاتی ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات279 ھ (کئی مقامات پر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور لوگوں کا عمل اس پر ہے ۔

اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات179 ھ (فرماتے ہیں : کسی حدیث کا مشہور ہونا حدیث کی سند کی صحت سے مستغنی کر دیتی ہے ۔) الکمال بن الھمام، فتح القدیر، ۳/۴۹۳(

موافقت قرآن و سنت سے تقویت :

امام ابن الحصار مالکی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات620 ھ (فرماتے ہیں : قَدْ يَعْلَمُ الْفَقِيهُ صِحَّةَ الْحَدِيثِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي سَنَدِهِ كَذَّابٌ بِمُوَافَقَةِ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ أَوْ بَعْضِ أُصُولِ الشَّرِيعَةِ، فَيَحْمِلُهُ ذَلِكَ عَلَى قَبُولِهِ وَالْعَمَلِ بِهِ

ترجمہ : کبھی کبھار جب حدیث کی سند میں کوئی جھوٹا راوی نہیں ہوتا تو فقیہ قرآنی آیت کی موافقت یا کسی اصول شریعت کی موافقت کی وجہ سے حدیث کی صحت کا قول کردیتا ہے ۔) السيوطي، تدريب الراوي ، ١/٦٦(

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات463 ھ (فرماتے ہیں : وَقَدْ يُسْتَدَلُّ أَيْضًا عَلَى صِحَّتِهِ بِأَنْ يَكُونَ خَبَرًا عَنْ أَمْرٍ اقْتَضَاهُ نَصُّ الْقُرْآنِ أَوِ السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ , أَوِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى تَصْدِيقِهِ , أَوْ تَلَقَّتْهُ الْكَافَّةُ بِالْقَبُولِ ,وَعَمِلَتْ بِمُوجَبِهِ لِأَجْلِهِ ۔

ترجمہ : کبھی کبھار کسی ضعیف حدیث کی صحت قرآنی آیت یا سنت متواترہ کی موافقت یا اجماع امت یا امت کے عمل کی وجہ سے بھی معلوم ہو جاتی ہے ۔) الخطيب البغدادي، الكفاية في علم الرواية ١٧(

امام ابو اسحاق شاطبی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات790 ھ (فرماتے ہیں : وَالْحَاصِلُ مِنَ الْجَمِيعِ صِحَّةُ اعْتِبَارِ الْحَدِيثِ بِمُوَافَقَةِ الْقُرْآنِ ۔

ترجمہ : خلاصہ کلام یہ قرآنی موافقت کی وجہ سے حدیث کی صحت کا اعتبار کیا جائے گا ۔) الشاطبي، الموافقات، ۴/۳۳۹)

تفرد کذاب وضع حدیث کو مستلزم نہیں :

امام سخاوی نے رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات902 ھ (فرماتے ہیں : أَنَّ مُجرَّدَ تَفَرُّدِ الْكَذَّابِ بَلِ الْوَضَّاعِ، وَلَوْ كَانَ بَعْدَ الِاسْتِقْصَاءِ فِي التَّفْتِيشِ مِنْ حَافِظٍ مُتَبَحِّرٍ تَامّ الِاسْتِقْرَاءِ - غَيْرُ مُسْتَلْزِمٍ لِذلِكَ، بَلْ لَا بُدَّ مَعَهُ مِنَ انْضِمَامِ شَيْئ ٍ ۔

ترجمہ : جھوٹے راوی کو کسی روایت میں متفرد ہونا بھی وضع کو مستلزم نہیں ۔) السخاوي، فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، ۱/۳۱۳)

امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات974 ھ(نے بھی اس کو ذکر کیا ہے ۔) الھيتمي،فتح الإله في شرح المشكاة(1/135

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1304 ھ (نے بھی اس کو ذکر کیا ہے ۔) اللكنوي ،ظفر الاماني، صفحة(456

امام زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات806 ھ(فرماتے ہیں : فَلاَ يلزمُ مِنْ وُجودِ كذّابٍ في السندِ أنْ يكونَ الحديثُ موضوعاً ۔

ترجمہ : سند میں جھوٹے راوی ہونا روایت کے موضوع ہونے کو لازم نہیں ۔) شرح التبصرة والتذكرة ألفية العراقي، ۱/۳۰۷،چشتی)

امام بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات794 ھ (نے بھی اس کو ذکر کیا ۔) النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح ، ۲/۲۵۵(

شیخ صنعانی) سال وفات1182 ھ (نے بھی اس کو ذکر کیا ۔) الصنعاني، توضیح الأفکار ، ۲/۵۳(

وہابی عالم شیخ عبد الرحمن معلمی) سال وفات1386 ھ (ایک روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں : فیری ابن حجر ان الحکم بالوضع یحتاج الی امر آخر ینضم الی حال الراوي ۔

ترجمہ : حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات852 ھ (کے نزدیک کذاب کی حدیث موضوع ہونے کے لیے ساتھ میں کوئی قرینہ ہونا بھی ضروری ہے ۔) حاشیۃ الفوائد المجموعۃ للشوکاني، ۴۳۰(

ضعیف شدید کی بحث :

ایک روایت کے متعلق حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات571 ھ (فرماتے ہیں : یہ روایت منکر ہے ۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات911 ھ (اس کے تحت لکھتے ہیں : منکر تو بھی مقبول ہے کیونکہ منکر ضعیف کی اقسام میں سے ہے ۔) السیوطي، نشر العلمین فی إحیاء الأبوین صفحۃ(11

اسی طرح کا قول امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1122 ھ (نے بھی ذکر کیا ہے ۔) الزرقاني علی المواھب، صفحۃ(317/1

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات742ھ (نے ایک روایت کے متعلق منکر فرمایا جس پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : وَالْمُنکر من قسم الضَّعِیف وَھُوَ مُحْتَمل فِي الْفَضَائِل ۔

ترجمہ : منکر ضعیف کی اقسام میں سے ہے اور فضائل .میں مقبول ہے ۔) ابن عراق, تنزیہ الشریعة المرفوعة50/2, ،چشتی(

اسی میں ہے : قلت ،، لَا یلْزم من کَون الْخَبَر مُنْكرا أَن یكون مَوْضُوعا ۔) ابن عراق, تنزیہ الشریعة المرفوعة(178/2,

اسی میں ایک دوسرے مقام پر ہے : وَمثْن الحَدِیث مُنكر،) قلت (لَا یلْزم من کَون الحَدِیث مُنْكرا أَن یكون مَوْضُوعا ۔) ابن عراق, تنزیہ الشریعة المرفوعة(184/2,

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات902 ھ (ایک روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں : وقد جاء من حدیث أنس کما سأذکره وفي الجملة هو حدیث ضعیف جداً یکتب في فضائل الأعمال وأما کونه موضوعاً فلا

ترجمہ : یہ روایت سخت ضعیف ہے البتہ اس کا فضائل میں لکھا جائے گا ۔) السخاوي، القول البدیع ، ۲۳۰(

امام بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات794 ھ (فرماتے ہیں : مِنْهَا قد کثر مِنْهُم الحکم علی الحَدِیث بِالْوَضْعِ استنادا إِلَی أَن رَاوِیه عرف بِالْوَضْعِ فیحکمون علی جَمِیع مَا یرویهِ هَذَا الرَّاوِي بِالْوَضْعِ وَهَذِه الطَّرِیقَة استعملها ابْن الْجَوْزِيّ فِي کتاب الموضوعات وَهِي غیر صَحِیحَة لِأَنَّهُ لَا یلْزم من کَونه مَعْرُوفا بِالْوَضْعِ أَن یكون جَمِیع مَا یرویهِ مَوْضُوعا لَكِن الصَّوَاب فِي هَذَا أَنه لَا یحْتَج بِمَا یرویهِ لضَعْفه وَیجوز أَن یكون مَوْضُوعا لَا أَنه مَوْضُوع لَا محَالة ۔

ترجمہ : صرف اسناد میں کمزور راوی کی وجہ سے حدیث کو موضوع کہنے جا طریقہ درست نہیں جیسا کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات597 ھ (نے کیا اور معروف بالوضع کی ہر روایت کو موضوع کہنا درست نہیں بلکہ اس کے ضعف کا حکم لگایا جائے گا ۔) النکت علی مقدمة ابن الصلاح ، ۲/۲۶۵،چشتی (۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات911 ھ (نے بھی اسی بات کو ذکر کیا ہے ۔) السیوطي، نشر العلمين المنيفين في احياء الأبوين الشريفين، صفحة (16 ۔ علامہ عبد الحی الکتانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 1382ھ (نے اسی بات کو ذکر کیا ۔) الكتاني ،كشف اللبس عن حديث وضع اليد على الراس، صفحة(68

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات852 ھ (فرماتے ہیں : الحديث المنكر والضعيف الذي يحتمل فيه الترغيب والترهيب ۔

ترجمہ : حدیث منکر اور ضعیف کو ترغیب و ترہیب میں قبول کیا جائے گا ۔) ابن حجر العسقلاني، النكت على كتاب ابن الصلاح ، ۱۲۶/۱(

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں : قُلْتُ تَفَرَّدَ بِهِ جَرِيرُ بْنُ أَيُّوبَ وَهُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا وَقَدْ أَخْرَجَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَقَالَ إِنْ صح الخبر فإني فِي الْقَلْبِ مِنْ جَرِيرِ بْنِ أَيُّوبَ وَكَأَنَّهُ تَسَاهَلَ فِيهِ لِكَوْنِهِ مِنَ الرَّغَائِبِ ۔

ترجمہ : جریر بن ایوب اس کو روایت کرنے میں متفرد ہے اور وہ سخت ضعیف ہے اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ) سال وفات311 ھ (شاید اس حدیث کے فضائل اعمال سے متعلق ہونے کی وجہ سے اپنی صحیح میں ذکر کیا اور نرمی دکھائی ۔) ابن حجر العسقلاني، المطالب العالية ، ۴۲/۶(

امام مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1205 ھ (ایک .روایت کے متعلق لکھتے ہیں : والحديث ضعيف لضعف كثير ن عبد الله ففي الكاشف واه وقال أبو داود كذاب وفي الميزان عن الشافعي ركن من أركان ۔) الزبيدي، تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، ۱۱۳۰/۳،چشتی(

اس طرح کی اور کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں

شیخ صنعانی) سال وفات1182 ھ(لکھتے ہیں : وأما غير الموضوع "كالأحاديث الواهية" فجوزوا "أی أئمة الحديث" التساهل فيه وروايته من غير بيان لضعفه إذا كان "واردا" في غير الأحكام "وذلک كافضائل والقصص والوعظ وسائر فنون الترغيب والترهيب ۔

ترجمہ : کمزور احادیث میں علماء کا تساہل معروف ہے کہ ان کو ترغیب و ترہیب میں قبول کرتے ہیں ۔)الصنعاني، توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار، ٢/٨٢(

متابعت موجب تقویت⬇ :

برکۃ الھند شیخ عبد الحق محدث دہلوی) سال وفات1052 ھ (رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : والمتابعة توجب التقوية التأييد .ولا يلزم أن يكون المتابع مساويًا في المرتبة للأصل،وإن كان دونه يصلح أيضًا للمتابعة ۔

ترجمہ : کبھی کبھار درجہ میں کم روایت بھی دوسری حدیث کی تقویت کا فائدہ دیتی ہے ۔) عبد الحق الدِّهلوي، لمعات التنقيح ، ١/١١٠(

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات 911ھ (نقل فرماتے ہیں : وَأَمَّا الضَّعْفُ لِفِسْقِ الرَّاوِي (، أَوْ كَذِبِهِ،) فَلَا يُؤَثِّرُ فِيهِ مُوَافَقَةُ غَيْرِهِ (لَهُ، إِذَا كَانَ الْآخَرُ مِثْلَهُ ; لِقُوَّةِ الضَّعْفِ وَتَقَاعُدِ هَذَا الْجَابِرِ ۔ نَعَمْ يَرْتَقِي بِمَجْمُوعِ طُرُقِهِ، عَنْ كَوْنِهِ مُنْكَرًا أَوْ لَا أَصْلَ لَهُ.صَرَّحَ بِهِ شَيْخُ الْإِسْلَامِ، قَالَ :بَلْ رُبَّمَا كَثُرَتِ الطُّرُقُ حَتَّى أَوْصَلَتْهُ إِلَى دَرَجَةِ الْمَسْتُورِ وَالسَّيِّئِ الْحِفْظِ، بِحَيْثُ إِذَا وُجِدَ لَهُ طَرِيقٌ آخَرُ فِيهِ ضَعْفٌ قَرِيبٌ مُحْتَمَلٌ ارتقى بِمَجْمُوعِ ذَلِكَ إِلَى دَرَجَةِ الْحَسَنِ ۔

مفہوم : ضعیف شدید رویات جب کئی مل جائیں تو اس کو منکر اور لاا صل یہ سے نکال کر مستور یا سیِّئ الحفظ کے درجہ لے آتی ہیں ۔) السيوطي تدريب الراوي(1/194,

فوائد مہمہ⬇ :

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث پر کلام کرنے کے بعد فرماتے ہیں : وعلى الحالتين يمكن أن يخرج الحديث عن كونہ موضوعًا بوجوده بسندين مختلفين ۔

ترجمہ : بہرحال حدیث کے دو سندیں ہونے کی وجہ سے وہ موضوعیت سے نکل جائے گی ۔) السيوطي، قوت المغتذي على جامع الترمذي، ۲/٦٩٠(

علامہ قاؤقجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ) سال وفات1305 ھ (لکھتے ہیں : وَحَيْثُ اخْتلف فِيهِ لَا يحسن الحكم عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ ۔

ترجمہ : جہاں پر حدیث کے موضوع ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہو تو موضوع کا حکم .لگانا بہتر نہیں ۔) القاؤُقجي, اللؤلؤ المرصوع(149 ,

مذکورہ بالا دلائیل سے واضح ہوا کہ : اس روایت کو موضوع کہنا درست نہیں کیونکہ مرفوعاً و موقوفاً شواہد مروی ہیں اور امت کے اجماع اور عمل کی وجہ سے یہ روایت اور قوی ہے ۔ زیادہ سے زیادہ ضعیف کے درجہ میں ہے موضوع ہرگز نہیں ہے فقیر چشتی کی معلومات کے مطابق کسی بھی محدث نے اس روایت کو موضوع نہیں کہا ہے ۔ اس ساری بحث سے فقیر کا مقصد صرف حدیث مذکورہ کی فنی حیثیت واضح کرنا ہے ۔ گستاخِ رسول کی سزا کا فقہی حکم کتب میں مسطور ہے اس پر حد قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ عام پبلک کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ۔) مزید حصّہ دوم میں ان شاء اللہ (۔) طالبِ دعا و دعا گو ڈاکٹر فیض احمد چشتیn(

حدیث مَنۡ سَبَّ نَبِیًّا فَاقۡتُلُوهُ وَ مَن سَبَّ اَصۡحَابِي فَاضۡرِبُوهُ حصّہ دوم

توہین رسالت کی سزا قرآن پاک کی روشنی میں : اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ واعد لھم عذاباً مھیناً) الاحزاب ،۵۷" (بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ دوسرا فرمان مبارک ہے : والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم) التوبہ ،۶۱" (جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے درد ناک عذاب ہے"۔ تیسر ی جگہ فرمایا : ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا) الاحزاب ،۶۱" (پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں ۔

توہین رسالت کی سزا احادیث مبارکہ کی روشنی میں⬇ :

کعب بن اشرف ، ابورافع عبد اللہ بن ابی حقیق ، عبداللہ بن خطل ، وغیرہ وغیرہ ، ان سب کو قتل کرنے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے بذات خود دیا تھا ، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے گستاخی کے جرم میں انہیں واصل جہنم بھی کیا ، بلکہ ان میں سے آخر الذکر عبداللہ بن خطل مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوگیا تھا ، اور اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے دو مغنیہ پال رکھی تھیں جو گستاخی پر مبنی گانے گایا کرتی تھیں ، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اس شخص نے کعبہ کا غلاف پکڑ کر معافی کی درخواست کی ، لیکن اس کا معافی نامہ رد کردیا گیا اور بالآخر اسے واصل جہنم کردیا گیا ، ثبوت کے طور پر تینوں روایات ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہے⬇ :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا، وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، فَقَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ العَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ، أَوْ وَسْقَيْنِ؟ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ - قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلاَحَ - فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ۔

ترجمہ: کوئی ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کرے اور اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو تکلیف دی ہے محمد بن مسلمہ نے عرض کیا میں تیار ہوں چنانچہ محمد بن مسلمہ اس کے پاس آئے اور ایک وسق یا دو وسق غلہ قرض لینے کا خیال ظاہر کیا تو اس نے کہا اپنی بیویوں کو میرے پاس گروی رکھ دو ان لوگوں نے کہا ہم کس طرح اپنی بیویوں کو گروی رکھ سکتے ہیں جب کہ تو عرب میں سب سے زیادہ حسین ہے اس نے کہا اپنے بیٹوں کو گروی رکھ دو ان لوگوں نے کہا ہم کس طرح اپنے بیٹوں کو گروی رکھ سکتے ہیں لوگ ان کو طعنہ دیں گے اور کہیں گے کہ ایک وسق یا دو وسق اناج کے عوض گروی رکھے گئے یہ ہمارے لیے شرم کی بات ہے لیکن ہم لامہ یعنی اسلحہ تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں چنانچہ اس سے دوبارہ آنے کا وعدہ کر گئے پھر اس کے پاس آئے تو اسے قتل کر دیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے) ماجرا (بیان کیا۔) صحیح بخاری ج۳ ص۱۴۲، حدیث نمبر: ۲۵۱۰،چشتی)(صحیح مسلم ج۳ ص۱۴۲۵ ، حدیث نمبر:۱۸۰۱(

حضرت براٗ بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ اليَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي] صفحہ [92 حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ

الشَّمسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرحِهِم، فقَالَ عَبدُ اللّٰہِ لِاَصحَابِهِ :اجلِسُوا مَکَانَکُم، فَاِنِّي مُنطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلبَوَّابِ، لَعَلِّي اَن اَدخُلَ، فَاَقبَلَ حَتَّی دَنَا مِنَ البَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوبِهِ کَاَنَّهُ یَقضِي حَاجَةً، وَقَد دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ البَوَّابُ، یَا عَبدَ اللّٰہِ :اِن کُنتَ تُرِیدُ اَن تَدخُلَ فَادخُل، فَاِنِّي اُرِیدُ اَن اُغلِقَ البَابَ، فَدَخَلتُ فَکَمَنتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ اَغلَقَ البَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الاَغَالِیقَ عَلَی وَتَدٍ، قَالَ :فَقُمتُ اِلَی الاَقَالِیدِ فَاَخَذتُهَا، فَفَتَحتُ البَابَ، وَکَانَ اَبُو رَافِعٍ یُسمَرُ عِندَهُ، وَکَانَ فِي عَلاَلِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنهُ اَهلُ سَمَرِهِ صَعِدتُ اِلَیهِ، فَجَعَلتُ کُلَّمَا فَتَحتُ بَابًا اَغلَقتُ عَلَيَّ مِن دَاخِلٍ، قُلتُ :اِنِ القَومُ نَذِرُوا بِي لَم یَخلُصُوا اِلَيَّ حَتَّی اَقتُلَهُ، فَانتَهَیتُ اِلَیهِ، فَاِذَا هُوَ فِي بَیتٍ مُظلِمٍ وَسطَ عِیَالِهِ، لاَ اَدرِي اَینَ هُوَ مِنَ البَیتِ، فَقُلتُ :یَا اَبَا رَافِعٍ، قَالَ :مَن هَذَا؟ فَاَهوَیتُ نَحوَ الصَّوتِ فَاَضرِبُهُ ضَربَةً بِالسَّیفِ وَاَنَا دَهِشٌ، فَمَا اَغنَیتُ شَیئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجتُ مِنَ البَیتِ، فَاَمکُثُ غَیرَ بَعِیدٍ، ثُمَّ دَخَلتُ اِلَیهِ، فَقُلتُ :مَا هَذَا الصَّوتُ یَا اَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ :لِاُمِّکَ الوَیلُ، اِنَّ رَجُلًا فِي البَیتِ ضَرَبَنِي قَبلُ بِالسَّیفِ، قَالَ :فَاَضرِبُهُ ضَربَةً اَثخَنَتهُ وَلَم اَقتُلهُ، ثُمَّ وَضَعتُ ظِبَةَ السَّیفِ فِي بَطنِهِ حَتَّی اَخَذَ فِي ظَهرِهِ، فَعَرَفتُ اَنِّي قَتَلتُهُ، فَجَعَلتُ اَفتَحُ الاَبوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّی انتَهَیتُ اِلَی دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعتُ رِجلِي، وَاَنَا اُرَی اَنِّي قَدِ انتَهَیتُ اِلَی الاَرضِ، فَوَقَعتُ فِي لَیلَةٍ مُقمِرَةٍ، فَانکَسَرَت سَاقِي فَعَصَبتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انطَلَقتُ حَتَّی جَلَستُ عَلَی البَابِ، فَقُلتُ :لاَ اَخرُجُ اللَّیلَةَ حَتَّی اَعلَمَ :اَقَتَلتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّیکُ قَامَ النَّاعِي عَلَی السُّورِ، فَقَالَ :اَنعَی اَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ اَهلِ الحِجَازِ، فَانطَلَقتُ اِلَی اَصحَابِي، فَقُلتُ :النَّجَاءَ، فَقَد قَتَلَ اللّٰہُ اَبَا رَافِعٍ، فَانتَهَیتُ اِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثتُهُ، فَقَالَ» :ابسُط رِجلَکَ «فَبَسَطتُ رِجلِي فَمَسَحَهَا، فَکَاَنَّهَا لَم اَشتَکِهَا قَطُّ ۔

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ابورافع کے پاس کئی انصاریوں کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سردار مقرر کیا ابورافع دشمن رسول تھا اور مخالفین رسول کی مدد کرتا تھا اس کا قلعہ حجاز میں تھا اور وہ اسی میں رہا کرتا تھا جب یہ لوگ اس کے قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج ڈوب گیا تھا اور لوگ اپنے جانوروں کو شام ہونے کی وجہ سے واپس لا رہے تھے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ساتھیوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں جاتا ہوں اور دربان سے کوئی بہانہ کرکے اندر جانے کی کوشش کروں گا چنانچہ عبداللہ گئے اور دروازہ کے قریب پہنچ گئے پھر خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپایا جیسے کوئی رفع حاجت کے لئے بیٹھتا ہے قلعہ والے اندر جا چکے تھے دربان نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ خیال کرکے کہ ہمارا ہی آدمی ہے آواز دی اور کہا !اے اللہ کے بندے اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ جا کیونکہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں عبداللہ بن عتیک کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر اندر گیا اور چھپ رہا اور دربان نے دروازہ بند کرکے چابیاں کیل میں لٹکا دیں جب دربان سو گیا تو میں نے اٹھ کر چابیاں اتارلیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا تاکہ بھاگنے میں آسانی ہو ادھر ابورافع کے پاس رات کو داستان ہوتی تھی وہ اپنے بالا خانے پر بیٹھا داستان سن رہا تھا جب داستان کہنے والے تمام چلے گئے اور ابورافع سو گیا تو میں بالا خانہ پر چڑھا اور جس دروازہ میں داخل ہوتا تھا اس کو اندر سے بند کرلیتا تھا اور اس سے میری یہ غرض تھی کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہوجائے تو ان کے پہنچنے تک میں ابورافع کا کام تمام کردوں غرض میں ابورافع تک پہنچا وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے بچوں کے ساتھ سو رہا تھا میں اس کی جگہ کو اچھی طرح معلوم نہ کر سکا اور ابورافع کہہ کر پکارا اس نے کہا کون ہے؟ میں نے آواز پر بڑھ کر تلوار کا ہاتھ مارا میرا دل دھڑک رہا تھا مگر یہ وار خالی گیا اور وہ چلایا میں کوٹھڑی سے باہر آ گیا اور پھر فورا ہی اندر جا کر پوچھا کہ اے ابورافع تم کیوں چلائے ؟ اس نے مجھے اپنا آدمی سمجھا اور کہا تیری ماں تجھے روئے ابھی کسی نے مجھ سے تلوار سے وار کیا ہے یہ سنتے ہی میں نے ایک ضرب اور لگائی اور زخم اگرچہ گہرا لگا لیکن مرا نہیں آخر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ دی اور زور سے دبائی وہ چیرتی ہوئی پیٹھ تک پہنچ گئی اب مجھے یقین ہوگیا کہ وہ ہلاک ہوگیا پھر میں واپس لوٹا اور ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا اور سیڑھیوں سے اترتا جاتا تھا میں سمجھا کہ زمین آگئی ہے چاند نی رات تھی میں گر پڑا اور پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنے عمامہ سے پنڈلی کو باندھ لیا اور قلعہ سے باہر آکر دروازہ

پر بیٹھ گیا اور دل میں طے کرلیا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک اس کے مرنے کا یقین نہ ہوجائے آخر صبح ہوئی مرغ نے اذان دی اور قلعہ کے اوپر دیوار پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے کہا کہ لوگو !ابورافع حجاز کا سوداگر مر گیا میں یہ سنتے ہی اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا اور ان سے آکر کہا اب جلدی چلو یہاں سے اللہ نے ابورافع کو ہلاک کرا دیا اس کے بعد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو آکر خوشخبری سنائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیر کو دیکھا اور فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلایا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے دست مبارک پھیر دیا بس ایسا معلوم ہوا کہ اس پیر کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا ۔) صحیح بخاری ج۵ ص۹۱، حدیث نمبر :۴۰۳۹(

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں : أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَامَ الفَتْحِ، وَعَلَی رَأْسِہِ المِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَہُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ :إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوہُ ۔

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم فتح مکہ کے سال اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ خود پہنے ہوئے تھے جب آپ نے اس کو اتارا تو ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردہ سے لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو ۔) صحیح بخاری ج۳ ص۱۷، حدیث نمبر :۱۸۴۶،چشتی(۔) صحیح مسلم ج۲ ص۹۸۹، حدیث نمبر :۱۳۵۷(

یہ جتنی روایات آپ کے سامنے پیش کی گئیں یہ بخاری ومسلم کی روایات ہیں، جن سے اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے نہ صرف گستاخ نبی کے قتل کی تلقین دی، بلکہ متعدد گستاخین کو واصل جہنم کرنے کے لیے ٹیمیں بھی تشکیل دیں ، لہٰذا یہ مسئلہ اتنا واضح اور بین الثبوت ہے کہ اس کے متعلق اگر کوئی ضعیف روایت آبھی جاتی ہے تو اس مسئلہ پر کوئی زد نہیں پڑتا ، بلکہ ان صریح و صحیح احادیث کی روشنی میں وہ ضعیف روایت بھی سند کے ضعف کے باوجود صحیح المتن شمار ہوگی ، لہٰذا اس حدیث کو پھیلانے اور اسے زبان زد عام کرنے میں کوئی حرج نہیں ، اور اگر کوئی

اس کے ضعف کا بہانہ بنائے تو اسے یہ ساری روایتیں دکھاکر اس کی حوصلہ شکنی کی جائے ، کیونکہ گستاخ کی سزا قتل ہی ہے ۔ البتہ ایک گزارش ضرور ہے ، اور وہ یہ کہ گستاخ کو سزا دینے کا حق عوام کو نہیں بلکہ یہ کار سرکار ہے ، اس میں مداخلت کرنا جائز نہیں ، ابھی حال ہی میں جھنگ یا پنجاب کے کسی علاقہ میں ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا ہے جہاں بینک گارڈ نے ذاتی چپقلش کو بنیاد بنا کر بینک مینیجر کو قتل کردیا اسی طرح سیالکوٹ میں واقعہ پیش آیا ، اور قتل کرنے کے بعد اس پر گستاخی کا الزام لگادیا ، لہٰذا شریعت کا حکم یہی ہے کہ آپ حکومت کی توجہ ضرور مبذول کروائیں پر مداخلت شریعت کی رو سے جائز نہیں کہ مبادا کوئی بھی شخص کسی کو بھی قتل کرکے گستاخی کا الزام لگادے ۔

بخاری اور مسلم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے واقعۂ افک کے بارے میں خطبہ دیا اور تہمت لگانے والے عبد اللہ بن ابی سلول کے بارے میں فرمایا من یعدرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلیکون میری جان چھڑا ئے اس آدمی سے جس نے میری اہلیہ کے بارے میں مجھے ایذا دی ہے ،تو قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ ص نے عرض کیا یا رسول اللہ بندہ حاضر ہے اگر وہ اوس میں سے ہوا تو اس کی گردن اڑادوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں سے ہے تو ہم ان سے اس پر عمل کا کہیں گے ۔) البخاری ، ۴۱۴۱،چشتی(

حضرت سعد کا قول واضح طور پر دلیل ہے کہ موذی کا قتل مسلم تھا اور پھر حضور ا نے بھی ان کی بات کو ثابت رکھا یہ نہیں فرمایا کہ اس کا قتل نا جائز ہے ۔ فتح مکہ کے دن آپ ا نے ابن ابی سرح کے قتل اور عبد اللہ بن حلال بن خطل اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا اگرچہ انہوں نے غلاف کعبہ کے نیچے پناہ لی ہو ، اس طرح حویرث بن نقید ، ھبار بن اسود ، ابن زبعری ، عکرمہ بن ابی جہل ، وحشی ، ابن خطل کی دو لونڈیاں فرتنا اور ارنب ، عمرو بن ہاشم کی لونڈی سارہ ،یہ تما م قتل ہوئے البتہ ابن ابی سرح ، ھبار بن اسود، ابن زبعری ، عکرمہ ، وحشی وفرتنا اسلام لے آئے ۔ حضرت انس ص سے

ہے کہ ایک نصرانی اسلام لایا اور وہ حضور ا کا کاتب مقرر ہوا پھر وہ نصرانی ہو گیا اور وہ کہتا محمد) صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم (اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں لکھ دیتا وہ مر گیا لوگوں نے دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا ، کہنے لگے یہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے صحابہ کا عمل ہے جنہوں نے اسے قبر سے نکال کر پھینک دیا انہوں نے اس کے لئے خوب گہری قبر کھودی اور دبا دیا مگر جب صبح ہو ئی دیکھا تو اس نے اسے باہر پھینک دیا تو سمجھ گئے یہ کسی کا عمل نہیں ۔) صحیح بخاری

امام ابن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں جب اوس نے ابن اشرف کو قتل کیا تو خزرج نے بھی ایک آدمی کا تذکرہ کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی عداوت میں اس کی مثل تھا اور وہ خبیر میں ابن ابی الحقیق تھا انہوں نے اس کے قتل کی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اجازت دے دی ۔ اس کے قتل کا واقعہ بخاری میں معروف ہے ۔ امام ابو دائود نے ، باب الحکم فیمن سبب النبی ا میں یہ روایت ذکر کی ہے، حضرت عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ، ایک نابینا آدمی کی ام دلد) لونڈی (سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی گستاخی کیا کرتی اس کے منع کے باوجود وہ باز نہ آئی ، اس نے اسے خوب ڈانٹا مگر وہ کہاں سمجھنے والی تھی ، ایک رات جیسے ہی اس نے گستاخی شروع کی تو آدمی نے اس کے پیٹ پر سوا رکھ کر دبایا اور اسے قتل کر دیا اس کا بچہ قدموں میں گرا اور وہیں خون میں لت پت ہو گی ۔ صبح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی خدمت میں کیس آیا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں اسے اللہ کی قسم یاد دلاتا ہوں بتائے جس نے یہ عمل کیا ، نابینا صحابی کھڑے ہو ئے ، حالت اضطراب میں لوگوں کو پھلانگتے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے سامنے حاضر ہو گئے ، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میں اس کا مالک ہوں یہ آپ کے بارے میں بکواس وگستاخی کیا کرتی ، میں نے روکا ، منع کیا مگر یہ باز نہ آئی ، اس سے میرے دو موتیوں کی طرح بیٹے ہیں اور یہ میری رفیقہ تھی گذشتہ رات اس نے جب گستاخی کا

سلسلہ شروع کیا تو سُوا لے کر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا حتیٰ کہ ختم ہو گئی ، آپ ا نے فرمایا : الا اشھدوا ان دمھا ھدر گواہ ہو جائو اس کا خون ضائع ہے۔) سنن ابو دائود ،۴۳۶۱)(سنن نسائی ،۷:۷،۱۰۷ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک خطمی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی ہجو کی تو فرمایا کون ہے جو اسے سنبھالے ؟ اسی کی قوم سے ایک آدمی نے عرض کیا ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میں حاضر ہوں ، اس نے جا کر اسے ٹھکانے لگا دیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو اطلاع دی گئی تو فرمایا : لا ینتطح فیھا عنزان ۔) الکامل لابن عدی،۲:۱۴۵،چشتی" (اس میں کسی کو اختلاف اور نزاع نہیں" ۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے غزوہ بدر کے آخر میں اشعار نقل کرتے ہوئے لکھا مجھے عبد اللہ بن حارث نے اپنے والد سے بیان کیا ، عصماء بنت مروان یزید بن زید حصن خطمی کی بیوی تھی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو اذیت دیتی تھی ، اسلام پر طعن اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی مخالفت پر ابھارنے کے لئے شعر کہتی ، حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ خطمی رضی اللہ عنہ کو اس بارت میں خبر ہوئی تو انہوں نے یہ نظر مانی اے اللہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم بدر سے با خیر یت مدینہ آجائیں گے تو میں اسے ضرور ٹھکانے لگاؤں گا ، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم جیسے ہی واپس آئے حضرت عمیر بن عدی رات کو اس کے ہاں داخل ہو گے وہاں اس کے ارد گرد بچے سوئے ہوئے تھے ایک بچہ دودھ پی رہا تھا اسے ہاتھ سے پیچھے کیا اور تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے ۔ نماز صبح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ساتھ ادا کی جیسے ہی آپ ا نے سلام پھیرا ، حضرت عمیر کو بلا کر فرمایا اقتلت بنت مروان ؟ بنت مروان کو تم نے ٹھکانے لگایا ہے ؟ عرض کیا ، میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم پر فدا ، میں نے کیا ہے ، ساتھ ڈرے کہ میں نے بغیر پوچھے ایسا کر دیا ہے عرض کیایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم مجھ پر کچھ لازم تو نہیں ؟ فرمایا لا ینتطح فیھا

عنزان" اس میں تو دوسری کوئی رائے ہی نہیں" پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا : اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر اللہ ورسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی "اگر تم ایسا شخص دیکھنا چاہو جس نے غائبانہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی خدمت کی تو عمیر بن عدی کو دیکھو" ۔ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو گالی دی فرمایا ، اسے کون ٹھکانے لگائے گا ، حضرت خالد ص نے عرض کیا بندہ تو انہوں نے اسے قتل کر دیا ۔) مصنف عبد الرزاق(

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک یہودی عورت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی گستاخی کیا کرتی تھی ۔ ایک شخص نے اسے قتل کر دیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اس کے خون کا بدلہ قصاص و دیت کی صورت میں نہیں دلوایا ۔) سنن ابی داؤد۔چشتی(

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی اور ایک منافق فیصلے کیلئے آئے ۔ ان دونوں کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم پہلے فرما چکے تھے لیکن منافق نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے فیصلے تو تسلیم نہ کیا تو حضرت عمرص نے اس منافق کی گردن اڑا دی ۔ مقتول کے ورثاء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف قتل کا دعویٰ کیا ۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے کوئی قصاص مقرر نہ فرمایا ۔ بلکہ آپ کو اسی واقعہ کے بعد" فاروق "کا لقب عطا کیا گیا ۔ گستاخ رسول کی سزا آئمہ امت و بزرگان دین کی نظر میں : امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم او شتمہ او عابہ اوتنقصہ قتل مسلما کان او کافرا ولا یسطاب ۔) الصارم المسلول صفحہ نمبر ۵۲۶،چشتی(

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم مسلم ہو یا غیر مسلم واجب القتل ہے اس پر اجماع امت ہے یہ صدرِ اول کے مسلمانوں یعنی صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے ۔) الصّارم المسلول مترجم صفحہ نمبر23(

جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو گالی دی یا آپ کی طرف عیب منسوب کیا یا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی شان اقدس میں تحقیر و تنقیص کا ارتکاب کیا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کر دیا جائے گا اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : کل من شتم النبی او تنقصہ مسلما کان او کافرا فعلیہ القتل ۔)الصارم المسلول صفحہ نمبر ۵۲۵۔چشتی(

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : وایما رجل مسلم سب رسول ا او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر با اللہ وبانت منہ زوجہ۔)کتاب الخراج ص ۱۸۲ (ترجمہ : کوئی بھی مسلمان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو گالی دے یا آپ کی تکذیب کرے یا عیب جوئی کرے یا آپ کی شان میں کمی کرے اس نے یقینا اللہ کا انکار کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی ۔) جد ا ہو گئی (۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں : ہر شخص جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو گالی دی اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا یا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی ذات اقدس کے متعلق اور نسب وحسب اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام یا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی عادات کریمہ میں سے کسی عادت کی طرف کوئی نقص وکمی منسوب کی یا اشارۃً کنائۃً آپ کی شان اقدس میں نا مناسب وناموزوں بات کہی یا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو کسی شے سے گالی دینے کی طریق پر تشبیہہ دی یا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی شان وعظمت وتقدس اور رفعت کی تنقیص وکمی چاہی یا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے مقام و مرتبے کی کمی کا خواہش مند ہو یا عیب جوئی کی تو فھو سب والحکم فیہ حکم الساب لیقتل ۔) الشفاء ج ۲ ص ۲۲" (یہ شخص سب وشتم کرنے والا ہے اس میں گالی دینے والے کا حکم ہی جاری ہو گا اور وہ یہ کہ قتل کر دیا جائے گا"۔ امام احمد بن سلمان نے فرمایا : من قا ل ان النبی

کان اسود یقتل) الشفاء ج ۲ ص ۶۳۹" (جس شخص نے کہا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا رنگ سیاہ ہے وہ قتل کر دیا جائے گا"۔

امام ابو بکر بن علی نیشا پوری فرماتے ہیں : اجمع عوام اہل العلم علی ان من سب النبی یقتل قال ذالک مالک بن انس واللیث واحمد واسحاق وھو مذہب الشافعی وھو منتھیٰ قول ابی بکر ۔) الصارم المسلول درالمختار ۲۳۲" (سب اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص نے نبی اکرم اکو سب وشتم کیا وہ قتل کیا جائے گا ۔ جن آئمہ کرام نے یہ فتوی دیا ان میں امام مالک امام لیث امام احمد وامام اسحاق شامل ہیں یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور یہی حضرت ابو بکر صدیق کے قول کا مدعا ہے"۔ تنویر الابصار اور در مختار فقہ حنفی کی بڑی مستند کتابیں ہیں ان میں یہ عبارت در ج ہے : کل مسلم ارتدفتو بتہ مقبولۃ الا الکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقاً " ۔) در المختار جلد ۴ صفحہ ۲۳۱" (جو مسلمان مرتد ہو اس کی توبہ قبول کی جائے گی سوائے اس کافر ومرتد کے جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کو گالی دے تو اسے حداً قتل کر دیا جائے گا اور مطلقا اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی"۔

امام ابن سحنون مالکی نے فرمایا : اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل ومن شک فی عذابہ وکفرہٖ کفر)در المختار جلد ۴ صفحہ ۲۳۳" (مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضور نبی اکو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ کافر ہے"۔

امام ابن عتاب مالکی نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے کے لئے سزائے موت کا فتویٰ دیا ہے : الکتاب والسنۃ موجبان ان من قصد النبی باذی او نقص معرضا او مصر حاوان قل فقتلہ واجب فھدا الباب کلہ مماعدہ العلماء سبا او تنقصا وجب قتل قائلہ لم یختلف فی ذالک متقدمھم ولا متاخرھم ۔" قرآن وسنت اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی ایذا کا ارادہ کرے صریح وغیر صریح طور پر یعنی اشارہ وکنایہ کے انداز میں آپ کی

تنقیص کرے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو تو ایسے شخص کو قتل کرنا واجب ہے اس باب میں جن جن چیزوں کو آئمہ وعلماء کرام نے سب وتنقیص میں شمار کیا ہے آئمہ متقدمین ومتاخرین کے نزدیک بالاتفاق اس کے قائل کا قتل واجب ہے"۔

امام ابن الھمام حنفی کا فتوی : والذی عند ی من سبہ او نسبہ مالا ینبغی الی اللہ تعالیٰ وان کانوا لا یعتقد ونہ کنسبۃ الولدالی اللہ تعالیٰ وتقدس عن ذالک اذا اظھرہ یقتل بہ وینتقض عھدہ ۔) فتح القدیر ج ۵ ص ۳۰۳ ("میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو گالی دی یا غیر مناسب چیز اللہ تعالیٰ کی طر ف منسوب کی جو کہ ان کے عقائد سے خارج ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے کی نسبت حالانکہ وہ اس سے پاک ہے جب وہ ایسی چیز کا اظہار کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کا عہد ٹوٹ جائے گا"۔

امام ابو سلیمان خطابی کا فتویٰ : لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتلہ اذا کان مسلما ۔) الشفاء ۲ ص ۹۳۵" (میں مسلمانوں سے کسی ایک فرد کو بھی نہیں جانتا جس نے گستاخ رسول کی سزائے قتل کے واجب ہو نے میں اختلاف کیا ہو جبکہ وہ مسلمان بھی ہو ۔

ا بو بکر الجصاص کا فتوی : ولا خلاف بین المسلمین ان من قصد النبی صلی اللہ بذالک فھو فمن ینتحل الاسلام انہ مرتد یستحق القتل ۔) احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۱۰۹،چشتی" (مسلمانوں کے مابین اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی اہانت وایذا کا قصد کیا حالانکہ وہ خود کو مسلمان بھی کہلواتا ہو تو ایسا شخص مرتد اور مستحق قتل ہے ۔

امام حصکفی کا فتویٰ : من نقص مقام الرسالۃ بقولہ بان سبہ او بفعلہ بان بغضہ بفعلہٖ قتل حدا ۔) درالمختار ج۴ص ۲۳۲" (جس شخص نے مقام رسالت مآب ا کی تنقیص وتحقیر اپنے قول کے ذریعے بایں صورت کہ آپ کو گالی دی یا اپنے فعل سے اس طرح کہ دل سے آپ سے بغض رکھا تو وہ شخص بطور حد قتل کر دیا جائے گا"۔ علامہ ابن تیمیہ مزید لکھتے ہیں : واذا کان کذالک وجب علینا ان ننصر لہ ممن انتھک عرضہ والانتصار لہ بالقتل لان انتھاک عرضہ انتھاک دین اللہ ۔) الصارم المسلول ص ۲۱۱" (اور جب یہ حقیقت ہم پر لازم ہے کہ حضور ا کی خاطر اس شخص کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں جو آپ کی شان میں گستاخی کرے اور احتجاج یہ ہے کہ اسے قتل کردیں اس لئے آپ ا کی عزت کو پامال کر نا اللہ کے دین کی اہانت کرنا ہے"۔

فتاوٰی حامدیہ میں ہے : فقد صرح علماء نافی غالب کتبھم بان من سب رسول اللہ ا اَو احداً من الانبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام وااستخف بھم فانہ یقتل حدا ولا توبۃ لہ اصلاً سواء بعد القدرۃ علیہ والشھادۃ او جاء تایباً من قبل نفسہ لا تہ حق تعلق بہ حق البعد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق الآدمیین ووقع فی عبارۃ البزازیہ ولو عاب نبیاً کفر) فتاوٰی حامدیہ صفحہ ۱۷۳" (ہمارے علماء کرام نے اپنی اکثر کتب میں اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی توہین کرے یا انبیاء کرام میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے ۔ یا ان کا استخفاف کرے تو اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔ اس کی توبہ اصلاً قبول نہیں ۔ خواہ گرفتار ہونے اور شہادت پیش ہونے بعد توبہ کرے یا گرفتاری اور شہادت سے قبل از خود توبہ کر لے بہر صورت اس کی توبہ مقبول نہیں ۔کیونکہ یہ ایسا حق ہے جس کے ساتھ حق عبد متعلق ہو چکا ہے ۔ لہٰذا انسانوں کے تمام حقوق کی طرح یہ حق بھی توبہ سے ساقط نہیں ہو گا اور بزازیہ کی عبارت میں ہے جو شخص کسی نبی پر عیب لگائے وہ اس کے سبب کا فر ہو جائے گا"۔

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے قتل پر صحابہ کا اجماع

علامہ ابن تیمیہ مذکورہ مسئلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجماع کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں ۔ اما اجماع الصحابہ فلان ذالک نقل عنھم فی قضا یا متعددۃ ینتشر مثلھا ویستفیض ولم ینکر ھا احد منھم فصارت اجماعا) الصارم المسلول ۲۰۰" (مذکورہ مسئلے پر اجماع صحابہ کا ثبوت یہ ہے کہ یہی بات گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم واجب القتل ہے ان کے بہت سے فیصلوں سے ثابت ہے مزید برآں کہ ایسی چیز مشہور ہو جاتی تھی لیکن اس کے باوجود کسی صحابی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا جو اس کی بین دلیل ہے" ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں : من اذی رسول اللہ بطعن فی شخصہ ودینہ او نسبہ او صفتہ من صفاتہ او بوجہ من وجوہ الشین فیہ صراحۃ وکنایۃ او تعریضا او اشارۃ کفرو لعنھم اللہ فی الدنیا واعد لہ عذاب جھنم) ا تفسیر مظہری ج ۷ صفحہ ۳۸۱" (جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو اشارۃ وکنائۃ صریح وغیر صریح طریق سے عیب کی جملہ وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے یا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی صفات میں سے کسی ایک صفت میں ، آپ کے نسب ، میں آپ کے دین میں یا آپ کی ذات مقدسہ کے متعلق کسی قسم کی زبان طعن دراز کی تو وہ کافر ہوا ۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اس پر لعنت کی اور اس کے لئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

اندلس کے فقہائے اسلام نے ابن حاتم طلیلی کو قتل کرنے اور سولی چڑھانے کا فتویٰ دیا کیونکہ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی شان میں بے ادبی وگستاخی وتحقیر تنقیص اور استخفاف کا مرتکب ہونے کی معتبر شہادتیں موصول ہوئی تھیں ۔ اس نے ایک مناظرے کے دوران گستاخانہ لہجے میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو یتیم اور ختن حیدر) حضرت علی رضی اللہ عنہ (کا سسر کہا تھا ۔

جمیع امت مسلمہ کا فیصلہ

امام ابو بکر الفارسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی گستاخی کرنے والے کو حد قتل کرنے کو اجماع امت کا قول کہا ہے : قد حکیٰ ابو بکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی القتل کما ان حد من سب غیرہ الجلد وھذا لا جماع الذی حکاہ محمول علی الصدر الاول من الصاحبۃ والتابعین اوانہ ارادا جماعھم علی ان ساب النبی یجب قتلہ اذا کان مسلما ۔)الصار م المسلول صفحہ ۳(

امام ابو بکر فارسی رحمۃ اللہ علیہ جو اصحاب شافعی میں سے ہیں انہوں نے امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع بیان کیا ہے کہ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو گالی دی تو اس کی سزا حداً قتل ہے جس طرح کہ کسی غیر نبی کو گالی دینے والے کی سزا) حد (کوڑے لگانا ہے یہ اجماع صدر اول کے یعنی صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع پر محمول ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو گالی دینے والا اگر مسلمان ہے تو اس کے وجوبِ قتل پر اجماع ہے ۔) طالبِ دعا و دعا گو ڈاکٹر فیض احمد چشتی(